خطبہ جمعہ

بعنوان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عزیمت واستقامت کی مثال

سلسلۃ منبر الحکمۃ

422

بتاریخ:28 ماہِ جون 2024ء

بمطابق: ٢٨ ذو الحجہ، ١٤٤٥ ھج

بہ اهتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

E785 بلاک، جوہر ٹاؤن، نزد اللہ ہو چوک، لاہور، پاکستان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھم نکات

①......استقامت کا مفہوم اور قرآنی آیات کی تفسیر
②......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت کے واقعات
③......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین کے لیے قربانیاں
④...... سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت اور فتنوں کا قلع قمع

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، فَمَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمّا بَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ❁ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ [ال عمران:173]

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ [الأحقاف:13]

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [فصلت:30]

تمہید

مکی دور نبوت میں جب کفار ومشرکین نے زبان اور مادی وسائل سے دعوت اسلام کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کر لی تو اس کے بعد وہ بزور بازو اسلام کے جانثاروں کو بھوکا وپیاسا رکھنے، مارنے، قتل کرنے، مختلف اذیتیں دینے اور ظلم ڈھانے پر تل آئے۔ اسلام کے جانثاروں کی عزیمت واستقامت اور کفار کے ظلم وستم کی مثالیں دونوں تاریخ اسلام میں درج ہیں۔ سیدنا بلال حبشی، سیدنا یاسر، سیدہ سمیہ، سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہم کے قصے ہر مسلمان جانتا ہے۔

اس ظلم وستم کا نشانہ بننے والے عموماً دو طرح کے لوگ تھے:

1......مسلمان ہونے والے غلام، جن کے حقوق کا جاہلیت میں کوئی تصور نہیں تھا۔

2......کلمہ پڑھنے والے نوجوان، ان پر قبیلے اور خاندان کے وڈیرے ظلم کرتے، والدین مارتے اور معاشرتی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔جس ظلم کی انتہا شعب ابی طالب کی بدترین شکل میں ہوئی،لیکن پیغمبر اسلام اور آپ کے تمام وفادار کسی جگہ اور زندگی کے کسی موڑ پر دین اسلام سے پیچھے نہیں ہٹے،حتی کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہلی امتوں کے احوال سنا کر تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

﴿حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾

[البقرۃ:214]

”یہاں تک کہ رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے،کہہ اٹھے اللہ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔“

شاہ روم کا اسلام کی حقانیت کا اعتراف:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان حدیبیہ میں دس سال تک آپس میں جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا۔اس کے بعد آپ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے خطوط بھجوائے،جن میں ایک نامہ مبارک جناب سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر شاہ روم کی طرف بھیجا۔

ہرقل قیصر روم نے اپنے اہل کاروں کے ذریعے مکہ سے تجارتی قافلے کے لوگوں کو بلوایا،جن میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ شاہ روم نے ابوسفیان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند سوالات کیے،جن میں اس نے پوچھا: کیا اس نبی کے پیروکار کمزور لوگ ہیں یا خوشحال؟ ابوسفیان نے جواب میں کہا: کمزور لوگ۔

پھر شاہ روم نے پوچھا: ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟

جناب ابوسفیان نے کہا: دن بدن بڑھ رہی ہے۔

قیصر روم نے پوچھا: کوئی شخص اس پر ایمان لانے کے بعد مرتد بھی ہوا؟

جناب ابوسفیان نے بتایا: نہیں۔

اس سوال وجواب کے بعد قیصر روم نے کہا: اگر یہ سب اسی طرح ہے تو یہ شخص (نبی) میرے ان قدموں کی جگہ کا مالک ہو کر رہے گا۔اور اگر میرے بس میں ہو تو میں ان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے پاؤں خود اپنے ہاتھوں سے دھوؤں۔

صحیح البخاری: 7

استقامت کا مفہوم اور قرآنی آیات کی تفسیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ثُـمَّ اسْتَـقَـامُوْا: اس میں سین اور تاء مبالغے کے لیے ہے، یعنی پھر وہ اس دین پر خوب قائم رہے اور موت تک ڈٹے رہے، کوئی خوف یا لالچ انھیں اس عقیدے اور عمل سے نہ پھیر سکا، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾[الحجر:99]

''اور اپنے رب کی عبادت کر، یہاں تک کہ تیرے پاس یقین آ جائے۔''

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی تفسیری اور صحابہ کی استقامت:

امام اسود بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الَّـذِيْـنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ اور فرمایا: اس آیت کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ﴿ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰه ثُمَّ اسْتَقَامُوْا مِنْ ذَنْبٍ ﴾ انھوں نے رَبُّنَا اللّٰهُ کہا، پھر گناہ سے بچنے پر ڈٹے رہے۔ تو انھوں نے فرمایا: (لَـقَدْ حَمَلْتُمُوْهُ عَلٰى غَيْرِ الْمَحْمَلِ ، قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ثُمَّ لَمْ يَلْتَفِتُوْا إِلٰى إِلٰهٍ غَيْرِهِ)

تم نے اسے اس کے اصل محمل کے غیر پر محمول کیا ہے، مقصد قَـالُـوْا رَبُّـنَـا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا یہ ہے کہ پھر انھوں نے اس کے سوا کسی اور معبود کی طرف جھانک کر نہیں دیکھا۔

تفسیر ابن کثیر:7/ 176

حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی رحمہ اللہ استقاموا کے مفہوم میں لکھتے ہیں:

ثُـمَّ اسْتَـقَـامُـوْا کا مطلب یہ ہے کہ وہ موت تک توحید پر خوب قائم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلتے رہے اور فرائض ادا کرتے رہے، اگر کوئی کوتاہی یا گناہ ہوا بھی ہو تو انھوں نے توحید وسنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

رَبُّنَا اللّٰه کہو اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ:

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسا کام بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ ، ثُمَّ اسْتَقِمْ))

''تم کہو، میرا رب صرف اللہ ہے، پھر اس پر خوب قائم رہو۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سب سے خوف ناک چیز جس سے آپ میرے بارے میں ڈرتے ہوں، کیا ہے؟

((فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ، ثُمَّ قَالَ هٰذَا))

''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: یہ (زبان)۔''

[صحیح] مسند احمد:15418

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہی حدیث صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اسلام میں ایسی بات بتا دیں کہ میں اس کے متعلق آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ))

''تم کہو، میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر خوب قائم رہو۔''

استقاموا کا مفہوم بتاتے ہوئے علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

جنھوں نے اعمال کو اللہ کے لیے خالص کر لیا اور انھوں نے شریعت کے مطابق اپنے اعمال کو بالکل درست کر لیا۔

استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتوں کا نازل ہونا:

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ: استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتے نازل ہوتے اور انھیں بشارت دیتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اگرچہ فرشتوں کا نزول نظر نہیں بھی آتا، مگر ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں بھی اہل استقامت پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، جس سے ان کے دلوں میں سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے، جس سے ایمان اور میدان میں انھیں استقامت اور ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں نیکی کی رغبت، برائی سے نفرت اور بہترین خیالات پیدا ہونے کا باعث بنتے ہیں۔

امام قتادہ رحمہ اللہ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ یعنی ''اے اللہ تو ہمارا رب ہے ہمیں استقامت اور پختگی عطا فرما۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت کے واقعات

صبر سے بھی بڑی خوبی استقامت ہے، جو دین کو آگے پہنچانے اور نافذ کرنے کے لیے باطل کے مقابلے میں ڈٹ جانے کا نام ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام کی سربلندی میں ہر ہر لمحہ اللہ سے نصرت مانگی، دشمن کے مقابل استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ مادی اسباب کے بجائے کامیابی کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہی استقامت ہے۔ یہ سبق بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امت کو دیا۔ اسی طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کی ساری رات اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت مانگی، دین کی سربلندی کے لیے دعا کرنا بھی استقامت کی عظیم مثال ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثالی استقامت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا مال وجان، گھر بار اور ہر محبوب شے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا، تاکہ اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ جاںنثار صحابہ نے عدل وانصاف کو روئے زمین پر قائم کرنے اور اسے آگے پھیلانے کے لیے ثابت قدمی کا مظاہرہ ہے۔ قرآن مجید نے قصہ طالوت وجالوت میں اہل ایمان کا جب کفار سے سامنا ہوا تو انھوں نے یوں دعا کی:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرۃ:250]

''اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور ان کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔''

اصحاب کہف اور صحابہ کرام کی استقامت:

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی استقامت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا ہے کہ انھوں نے کس طرح غار میں پناہ لے کر اپنے ایمان کو بچایا، یہ نوجوان ہی تھے، جنھوں نے توحید کو اپنایا اور کفر وشرک کو چھوڑ دیا تھا، انھوں نے بھی اپنے رب کریم سے یوں دعا کی:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا﴾ [الکھف:10]

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا کر اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں کوئی رہنمائی مہیا فرما۔''

نبی رحمت ﷺ نے ہجرت کی رات مکہ چھوڑتے اور مدینہ جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا فرمائی:

﴿رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ [الاسراء:80]

''اے میرے رب! داخل کر مجھے سچا داخل کرنا اور نکال مجھے سچا نکالنا اور میرے لیے اپنی طرف سے ایسا غلبہ بنا جو مددگار رہو۔''

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی استقامت:

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی مصیبتوں کا حال ذکر کیا، اور درخواست کی کہ ہمارے لیے دعا کیجیے، چونکہ یہ بھی ایک قسم کی بیتابی کا اظہار تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ ، فَيُجْعَلُ فِيهِ ، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ ، وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ))

''تم سے پہلے لوگوں میں ایسا شخص بھی گزرا ہے، جس کو زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا، اور آرہ سے اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے، مگر یہ تکالیف اسے دین حق سے روگردانی نہیں کرنے دیتی تھیں، اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کا گوشت ہڈیوں سے نوچ کر تار تار کر دیا جاتا تھا، مگر یہ اذیت بھی اس کو دین سے نہ ہٹا سکتی تھی۔

صحیح البخاری:3612

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیدنا خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کی بے مثال استقامت:

علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ نے سیرت میں لکھا ہے کہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ وہ پہلے صحابی ہیں جنھوں نے شہادت سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت کو جاری کیا۔ تاریخ اسلام میں آپ پہلی ہستی ہیں جنھیں دین کی خاطر سولی پر چڑھایا گیا۔

آپ غزوہ بدر میں شریک تھے اور مجاہدین کے اسباب کی نگرانی سپرد تھی، اس غزوہ میں انہوں نے حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا، 3ھ میں غزوہ رجیع ہوا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو دس آدمیوں پر امیر بنا کر جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا:

عسفان اور مکہ کے درمیان میں ہذیل کا ایک قبیلہ لحیان رہتا تھا، اس کو خبر ہوگئی، اس کے سو تیر اندازوں نے اس مختصر جماعت کو گھیر لیا، 7 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی جگہ لڑتے ہوئے شہید ہوگئے، تین شخص جس میں ایک خبیب بھی تھے، زندہ بچے، یہ تینوں جاں بخشی کے عہد و پیمان پر پہاڑی سے نیچے اترے، ایک غیرت منداس کو بھی گوارانہ کرسکا اور مردانہ وار لڑکر شہادت پائی، اب صرف دو شخص باقی رہ گئے، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خریدا، جسے غزوہ بدر میں سیدنا خبیب نے قتل کیا تھا۔ اپنے گھر کئی ماہ قید رکھا اور ہتھکڑیاں پہنائیں، جب کہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنی تین باتوں کی درخواست کی تھی:

1...... مجھے آب شیریں پلانا۔ 2...... مجھے بتوں کا ذبیحہ کا کھلانا۔ 3...... قتل سے پہلے مجھے اطلاع کرنا

حرمت کے مہینے گزرنے کے بعد قتل کی تیاری شروع کردی۔ حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے:

وَاللّٰہِ مَا رَأَیْتُ أَسِیرًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ خُبَیْبٍ ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الحَدِيدِ ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا

''اللہ کی قسم! خبیب سے بہتر میں نے کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ خوشۂ انگور ان کے ساتھ میں ہے اور وہ مزے سے انہیں کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ وہ کہتی تھی۔ بلا شبہ یہ تو اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے حضرت خبیب کو عطا کیا تھا۔''

شہادت کے وقت سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا — عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ — يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

''جب میں مسلمان ہوکر قتل کیا جارہا ہوں تو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر گر کر مرنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوگا۔ یہ سب کچھ اللہ کی خوشنودی کے لیے ہے۔ اگر اللہ چاہے تو میرے بریدہ جسم کے جوڑ جوڑ میں برکت پیدا فردے۔
صحیح البخاری: 3045

غزوہ خندق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کے پہاڑ:

سب سے افضل کتاب قرآب مجید، سب سے اعلیٰ وارفع نبی ورسول حضرت محمد ﷺ ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی دعوت دینے، شریعت کو نافذ کرنے، جہاد فی سبیل اللہ سے سرشار، استقامت اور ثابت قدمی کے پہاڑ اور اپنے نبی کی رفاقت وصحبت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی عظیم ہستیوں کا انتخاب فرمایا۔

غزوہ بدر واحد، خندق وتبوک، بیعت رضوان، فتح مکہ اور تمام غزوات میں صحابہ کرام نے استقامت کے بے مثال نمونے دکھائے اور دنیا تک دین کو پہنچایا اور غالب کرنے میں مال وجان کی قربانیان دیں۔

غزوہ خندق کا پس منظر یہ ہے کہ حیی بن اخطب یہودی 20 آدمیوں کو لے کر مکہ میں سردار ابوسفیان کے پاس آیا، غیرت جگائی، مزید جنگ پر ابھارا، اپنی حمایت کا پورا احساس دلایا، مدینہ کو تہس نہس کرنے اور سب سے بڑی یلغار کرنے کا کہا۔ اس ساتھ ساتھ فدک، خیبر، وادی القری اور تیمہ کے یہودی قبائل ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

دوسری طرف بنواسد، بنوغطفان اور حجاز کے دوسرے قبائل ساتھ کرنے کا عہد کر کے مکہ کے سردار کو برانگیختہ کیا۔ اس پورے منصوبے کا مقصد مدینہ کو ختم کرنا تھا۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں، اللہ کی قسم! مدینہ کی مجموعی آبادی نہ تھی، جتنی کفار کی فوج کی تعداد تھی۔ اس صورت حال میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان اور جہاد سے سرشار تھے، جس کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے:

﴿وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا﴾ [الأحزاب:22]

”اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو انھوں نے کہا یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اس چیز نے ان کو ایمان اور فرماں برداری ہی میں زیادہ کیا۔“

لیکن صحابہ کرام ڈٹ گئے، خندق کھودی، بھوک سے برے حال تھے، صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھے اور خود رسول اکرم ﷺ نے دو پتھر باندھے، اس کے باوجود صحابہ کی زبان پر یہ ترانہ جاری تھا:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا　　عَلَى الجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

ہم وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے محمد ﷺ کے ساتھ جہاد پر بیعت کی ہے، ہمیشہ کے لیے جب تک ہم باقی ہیں۔
صحیح البخاری: 2834

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دین پر استقامت والے دنیا کے امام اور جنت کے مہمان بنے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ دین، اہل عزیمت، مجاہدین اور نیک لوگوں کی سیرت پڑھنے سے دین پر ثابت قدمی، مشکلات میں صبر کرنا اور فتنوں کے دور میں دل نور ایمان پر باقی رہتا ہے۔صحابہ کرام نے دین کی سربلندی کی خاطر کتنی قربانیاں دیں، کفار ومشرکین کی طرف سے مشکلات اور مصائب میں استقامت دکھائی، لیکن ایمان پر ڈٹے رہے۔

دین پر استقامت اختیار کرنے والے دنیا کے پیشوا بنے، جنت کی بشارتیں پائی، بڑے بڑے بلند مقام پائے، کوئی مفسر بنے، کوئی محدث بنے، کوئی مبلغ اسلام بنے، کوئی درس وتدریس کے شہسوار ہوئے اور کوئی عزیمت پر چلتے ہوئے اولیاء اللہ کی صف میں شامل ہوئے۔

اہل ایمان کی استقامت اور زندگی کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ [الأحزاب:23]

”مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے وہ بات سچ کہی جس پر انھوں نے اللہ سے عہد کیا، پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انھوں نے نہیں بدلا، کچھ بھی بدلنا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین کے لیے قربانیاں

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو قرآن مجید کی تبلیغ اور دین حق کے غلبے کی ذمہ داری سونپی۔ان دونوں کاموں کے لیے آپ کو مدد درکار تھی، جیسے سیدنا عیسی علیہ السلام نے کہا تھا: مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی وہ جماعت ہے جنھوں نے ان دونوں کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی ایسی نصرت وحمایت فرمائی کہ اپنا مال وجان، گھر بار، اولاد اور ہر محبوب شے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ایسی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

دین پر استقامت، لادینیت کی کاٹ ہے:

جس شخص کو دین پر استقامت نصیب ہوگئی، وہ کبھی سیکولر، لبرلز اور بے دین لوگوں کے پیچھے نہیں لگتا، بلکہ ہر وقت اطاعت اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔اس لیے استقامت زبان کے اقرار، دل کی تصدیق اور عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔

﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ﴾ [الشوریٰ:15]

”پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اوران کی خواہشوں پر نہ چلیں۔''

مکہ کا شہزادہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، مدینہ میں مبلغ اسلام:

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجئے، مکہ کا شہزادہ، باپ بچپن میں فوت ہوگیا، بہت زیادہ مال چھوڑا تھا، ماں نے ناز ونعمت میں پالا، تاریخ میں درج ہے کہ شام سے 200درہم کا جوڑا ان کے لیے آتا تھا، خوشبو ایسی لگاتے کہ جس گلی محلے سے گزرتے لوگ جان جاتے کہ یہاں سے مصعب گزرا ہے۔

لیکن جوانی اسلام قبول کرلیا۔ پھر کیا تھا کہ یہ ساری نعمتیں چھین لی جاتی ہیں، اپنے ہی چچا نے برہنہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد اسلام کے سفیر اور مبلغ بنا کر ہجرت سے پہلے مدینہ بھیجا، ان کا نام مقری ء پڑ گیا، آپ کی تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ اگلے سال بیعت عقبہ ثانیہ میں 70 سے زائد لوگ لے کر حج کے لیے آئے، جہاں دوسری بیعت ہوئی، جو ہجرت مدینہ کا سبب بنی۔

آپ دیکھئے! یہی شہزادے جنگ احد میں علمبردار ہے، اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں، دفن کے وقت جسم پر کفن بھی پورا میسر نہیں، سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں پر کپڑا دیتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔

انھی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح:29]

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں۔''

جنگ بدر پر مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے ساتھ دو میں سے ایک قافلے کا وعدہ کیا تھا، ایک شام سے آنے والا تجارتی قافلہ جو سامان تجارت سے لدا ہوا ہے، جن کے ساتھ 50 پہرے دار لوگ ہیں، اور دوسرا وہ قافلہ جو اسلحہ سے لیس اور لڑنے کے لیے تیار ہے۔ اسی موقع پر مسجد نبوی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا، انصار کے سردار سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پرجوش ہوکر کہا:

وَاللهِ لَا نَكُونُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ ، وَلَكِنْ وَاللهِ لَوْ ضَرَبْتَ أَكْبَادَهَا حَتَّى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ

''اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہ کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں، بلکہ اگر آپ اونٹوں کے جگر مارتے ہوئے برك الغماد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تک جائیں گے تب بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔"

[صحيح] مسند أحمد:12022

صحابہ کرام نیکی میں سبقت اور استقامت رکھنے والے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ کی تصویر تھے، ایک دوسرے سے نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اس کا شوق رکھتے تھے۔ ایسی صورت اللہ کی دیگر مخلوقات بھی تابع ہو جاتی ہے۔ یہ اس سبب سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت کو دل وجان سے اپنایا تھا، اپنے کردار سے نمایاں کیا اور اس کی طرف انسانیت کو دعوت دی، یہ نجات اور دونوں جہاں میں کامیابی کا باعث ہے۔

دین پر استقامت اور اس کے غلبے کی جدوجہد کی بدولت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیصر وکسری کے نظام کو توڑا، دنیا پر اسلامی نظام کی بالا دستی کو قائم کیا۔ شام کے گورنر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آدھے سے زیادہ یورپ کو فتح کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایشاء، چین، ہندوستان، سندھ اور ماوراء النہر کے علاقے تک دین کو پہنچایا، وہ جہان بھی گئے، دین کو غالب کیا۔ دین کی روایت اور اس کی تمام تعلیمات کو ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیکیوں پر استقامت:

سن 9 ہجری رجب کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں کے خلاف جہاد کے لیے نکلے، تبوک کے مقام پر پہنچ کر 20 دن تک قیام کیا۔ تبوک کا مقام مدینہ کے شمال میں واقع ہے جس کی کل مسافت 778 کلومیٹر بنتی ہے۔ لیکن نصرانی قبائل اور رومی فوج میدان میں نہ آئی، جس کے بعد دیگر قبائل اور قصبات نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہی وہ غزوہ ہے جس میں مسلمانوں نے اپنے پاؤں پر کپڑے کی پٹیاں باندھیں، طویل سفر کی وجہ سے پاؤں پھٹ گئے، اسی لیے کا نام غزوہ ذات الرقاع بھی ہے، یعنی پٹیوں والا غزوہ۔

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ غزوہ ذات الرقاع (جنگ تبوک) کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم چھ لوگوں کے پاس ایک اونٹ تھا، ہمارے پاؤں پھٹ گئے، میرے ناخن جلد کا ساتھ چھوڑ گئے، تو ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ کر گزارا کرتے رہے۔" آپ کے بیٹے ابو بردہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعد میں ابا جان پر یہ حدیث بیان کرنا بہت ناگوار گزرا، اس لیے کہ انھیں لگتا تھا میں نے اپنی نیکی بیان کر دی ہے۔"

صحيح مسلم:1816

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت اور فتنوں کا قلع وقمع

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مومن آل فرعون اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمال استقامت:

حدیث میں ہے کہ ظالم کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے افضل جہاد اور بڑی دلیری کی بات ہے، جیسے سورۃ غافر میں ہے کہ آل فرعون کا مومن شخص جس نے اپنا ایمان چھپایا تھا، اُس نے فرعون کے سامنے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بہت اچھے طریقے سے دفاع کرتے ہوئے کہا:

﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآئَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ [غافر:28]

”کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے حالانکہ یقیناً وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں لے کر آیا ہے۔“

لیکن امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ بیان کیا ہے، وہ اس سے بھی بڑی بات ہے۔
عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جو ایذا پہنچائی وہ مجھے بتائیں، تو انھوں نے فرمایا:

بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوٰى ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَ دَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

”ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے آپ کا کندھا پکڑ لیا اور اپنا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر اسے بہت سختی کے ساتھ گھونٹ دیا، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا اور کہا: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے، حالاں کہ یقیناً وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں لے کر آیا ہے۔

صحیح البخاری:4815

واقعہ سے استقامت پر استدلال:

اس واقعہ سے معلوم ہوتا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مردِ مومن سے بھی زیادہ شجاع تھے، کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا، جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کھلم کھلا مومن تھے، جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور دفاع میں ان کے لیے اس مردِ مومن سے زیادہ خطرہ تھا۔ اس کے باوجود انھوں نے یہ بات صرف زبان سے نہیں کہی بلکہ عملاً عقبہ بن معیط کو دھکا دے کر پیچھے بھی ہٹا دیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفاتِ نبوی کے بعد استقامت:

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیسے امت کو کنٹرول کیا، اختلافات کا خاتمہ کیا اور تمام فتنوں کا سر قلم کر دیا۔ اسی موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی آ کر لوگوں کے تلوار سونت کر تمام لوگوں سے کہا: خبردار! جس نے یہ بت کہی کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں، میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم دیا، پھر استقامت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور تمام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنكُم يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ ، فإِنَّ مُحَمَّدًا قدْ مَاتَ ، ومَن كانَ مِنكُم يَعْبُدُ اللّٰه فإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لا يَمُوتُ

”تم میں سے جو بھی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔“

صحيح البخاری: 4454

لشکر اسامہ کی روانگی اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی بے مثال استقامت:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے شمار قربانیاں اور بے مثال کارنامے ہیں، ان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کے اختلاف کے باوجود لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ نے ماہ صفر کے آخر میں مسلمانوں کو بلقا اور فلسطین کے علاقے میں جا کر رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا، اس جہادی قافلے میں شامل انصار ومہاجرین صحابہ کرام کی کثیر تعداد تھی، اس لشکر پر قائد سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا گیا۔

السيرة النبوية الصحيحة: 2/ 252

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کی مرض سے دو روز پہلے ہفتہ والے دن لشکر کی تیاری مکمل ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ کو بلا کر فرمایا:

تم اُس مقام کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں تمہارے باپ نے شہادت پائی تھی، وہاں خوب جنگ کرو، میں تمھیں وہاں جانے والے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں۔

فتح الباری: 8/ 152

لیکن اس لشکر نے رسول اکرم ﷺ کی بیماری کی وجہ سے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام جرف میں رکا رہا، پھر آپ کی وفات کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیکن جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہو گئے تو انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیسرے دن ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ اسامہ کے لشکر کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس لشکر کا ہر سپاہی مدینے سے نکل کر حرف کے مقام پر پہنچ جائے جہاں اس لشکر نے پہلے دن پڑاؤ کیا تھا۔

اس اعلان عام کے بعد بعض صحابہ کرام نے اس لشکر روانہ کرنا مصلحت کے خلاف سمجھا، حالات کی نزاکت کے پیش نظر مدینہ میں رکنے کا مشورہ دیا۔ لیکن سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے کمال فراست اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

تاریخ الطبری: 3/ 225

صلح حدیبیہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استقامت:

اس صلح کی شرائط ظاہری طور پر مسلمانوں کے خلاف تھیں، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرطوں کو تسلیم کیا۔ اسی موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر نہیں، کیا ہمارے شہید جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے اور کیا آپ سچے نبی و رسول نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

پھر یہی بات لے کر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یہی سوالات گئے کہ ہم سچے ہیں، حق پر ہیں اور کیا ہمارا نبی سچا نہیں ہے؟ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر شرطوں میں کمزوری کیوں ہے؟ ہم اپنے آپ کو کمتر اور انھیں بڑا کیوں مان رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو تاریخی کہی:

أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ عَلَى الحَقِّ

''او بھلے آدمی! وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ اللہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اللہ ان کا مددگار ہے۔ لہٰذا وہ جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! آپ حق پر ہیں۔''

صحیح البخاری: 2731

حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتیں ہیں:

1...... اگر وقتی طور پر بات سمجھ میں نہ بھی آئے پھر بھی ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کو تسلیم کرنا ہے۔

2...... دوسری بات یہ ہے کہ رسول کی اتھارٹی اور مقام اتنا عظیم ہے کہ وہ جو بھی کرتا ہے، اللہ کے حکم اور نگرانی کے تحت کرتا ہے، لہٰذا وہ کسی صورت بھی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

اس شرط کے تسلیم کرنے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو بہت جذباتی ہو گئے تھے، پھر وہ عمر بھر ان جذبات کے اظہار پر افسوس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرتے رہے اور تلافی کے لیے صدقات وخیرات کرتے رہے۔ الله اکبر

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین پر استقامت اور ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں نیکیوں میں زیادہ فرمائے۔

خطبہ رائٹر
حافظ تنویر الاسلام
03424449009

خطبہ حاصل کرنے کے لیے (واٹس ایپ)
03034125519
03014843312

تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاھد (مدیر)
03015989211

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com